ADVANCE SOCIAL SCIENCE ARCHIVE JOURNAL
Available Online: https://assajournal.com
Vol. 03 No. 02. Apr-Jun 2025.Page#.1541-1552
Print ISSN: 3006-2497 Online ISSN: 3006-2500
https://doi.org/10.55966/assaj.2025.3.2.027
Platform & Workflow by: Open Journal Systems

A Research Review of the Concepts, Necessity and Importance of Prophetic Medicine

طب نبوی کے مفاہیم اور ضرورت واہمیت کا تحقیقی جائزہ

Attiya Khaliq
Ph.D Scholar Department of Islamic Studies, Imperial College Of Business Studies, Lahore.
attiyakhaliq777@gmail.com
Dr.Zafar Ali
Assistant Professor, Imperial College of Business Studies, Lahore

Abstract

Prophetic medicine is an ancient method of treatment. Its uniqueness from other methods of treatment is that it is a divine method of treatment in which the Creator has revealed the solution to the medical problems of His creation. Prophetic medicine (peace be upon him) is essential for the continuation of human existence. And Prophetic medicine (peace be upon him) is important for the preservation of human existence. Illness is related to every aspect of human life. Similarly, when treating mental illnesses, mental life is related to Prophetic Medicine. In Prophetic Medicine (PBUH), mental and psychological health of a person is as important as physical health. Prophetic Medicine (PBUH) is not just about treating illness, but also about measures and food that can build immunity before the onset of illness. This is also part of Prophetic Medicine (PBUH). Prophetic Medicine (PBUH) is an ancient method of treatment. Its uniqueness from other methods of treatment is that it is a divine method of treatment in which the Creator has revealed the solution to the medical problems of His creation. Prophetic Medicine (PBUH) is essential for the survival of humanity. And Prophetic Medicine (PBUH) is important for the preservation of humanity.

Keyword: *Medicine, Prophetic Medicine, Meaning, Necessity, Importance, Medicine, Scope*.

طبِ نبوی ﷺ کو وحی کے ذریعے نبی پاک حضرت محمد ﷺ کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے تحفے میں دیا گیا تھا جس میں روحانی اور جسمانی صحت کے لیے مکمل ضابطہ موجود ہے۔رسول کریم ﷺ کے ان تمام طبی نسخوں اور حکیمانہ طریقوں ، مختلف بیماریوں کے طریقہ علاج کو دور جدید میں اپنایا گیاہے۔طب نبوی ﷺ یقیناایک موثرعلاج ہے جس کے بارے میں حضرت امام محمد بن ابو بکر ا لقیم لکھتے ہیں :

”نبی ﷺ کا علم طب اور ان کے معالجات قطعی اور یقینی ہیں کیونکہ ان کے علم کا دارومدار وحی الٰہی پر مبنی ہے جس میں کسی غلطی اور ناکامی کا کوئی امکان نہیں۔“ [1]

یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ارشادات کو صحابہ کرام نے قلم بند کر کے محفوظ کر لیا تھا۔اس طرح یہ احادیث مبارکہ نسل در نسل منتقل ہوتی گئیں اور آنے والے زمانوں تک ہمارے لیے ذخیرہ علم و معرفت رہیں گی۔ تاریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا کی تمام قدیم طب مذہب سے رشتہ رکھتی ہیں اور ان کے بانیوں میں مذہبی پیشواؤں یا مذہبی شخصیات کا نام ضرور ملتا ہے۔اس سے پتہ چلتا ہے کہ مذہب انسانی روح اور انسانی نفس کے تزکیہ کے ساتھ انسانی جسم کو لاحق ہونے والے صحت کے مسائل کا حل بھی اپنے پاس رکھتا ہے۔انسانی صحت کی بہتری کیلئے جتنے بھی نظامِ طب رائج ہیں ان میں ایک الہامی طبی نظام ہے جسے طب نبوی ﷺ کہا جاتا ہے۔

زمانہ قدیم سے لے کر زمانہ جدید تک طب کے شعبے میں جہاں بے پناہ ترقی دیکھی گئی ہے وہیں طبی پیچیدگیوں میں بھی اضافہ ہوا ہے۔باوجود ان تمام سائنسی تحقیق اور ترقی کے آج کے دور میں کئی ایسے مہلک امراض ہیں جن کا سائنسی علاج اب تک دریافت نہیں ہو سکا ہے۔ایسے حالات اور ایسی صورت حال میں طب نبوی ﷺ ہمارے لیے صحت کے حوالے سے مشعل راہ ہے۔

---

[1] ابن قیم، شمس الدین ابوعبد اللہ محمد بن ابی بکر دمشقی، طب نبوی ﷺ دار الکتب العلمیۃ، بیروت، الطبعۃ الثانیۃ،1420ھ،10/229

علوم کی تقسیم اور طب نبوی

طب نبوی ﷺ سے مراد رسول ﷺ کا بتایا ہوا کسی بیماری کا علاج یا ادویات۔ نبی اکرم ﷺ کی طبیبانہ سیرت سے خاص طور پر یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے مریضوں کو یہ ہدایت فرمائی ہے کہ وہ علاج کے لیے ماہر اطباء کو تلاش کریں اور کلی اعتماد کے ساتھ اپنے امراض کا حال بتائیں اور ان کی ہدایات پر عمل کریں اور طبیب جو دوا تجویز کرے اس کو استعمال کریں اور دوا کے ساتھ اللہ تعالی سے صحت وشفاء کی دعا کریں کیونکہ سب کچھ اسی کے ہاتھ میں ہے۔ طبِ نبوی ﷺ میں دعائیں بھی طبع زاد نہیں بلکہ نبی کریم ص ﷺ سے ماثور و منقول دعاؤں کو یاد کر کے پڑھیں- طبِ نبوی ﷺ کا مطالعہ علوم کے اعتبار سے کریں تو تمام علوم کے اعتبار سے بشمول طب تین علوم میں تقسیم کیا جاتا ہے جیسا کہ علامہ بدر الدین عینی لکھتے ہیں:

وَالْعلم يَنْقَسِم إِلَى ثَلَاثَة أَقسَام. أَحدهَا: الْعلم بالأمور الطبيعية. وَالثَّانِي: الْعلم بالأمور الَّتِي لَيست بطبيعية وَالثَّالِث: الْعلم بالأمور الْخَارِجَة عَن الْأَمر الطبيعي، وَالْمَرَض هُوَ خُرُوج الْجِسْم عَن المجرى الطبيعي والمداواة رده إِلَيْهِ، وَحفظ الصِّحَّة بَقَاؤُهُ عَلَيْهِ،[2]

’’علم کو تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ ان میں سے ایک: فطری معاملات کا علم۔ دوسرا: ان چیزوں کا علم جو فطری نہیں ہیں۔ تیسرا: فطری ترتیب سے باہر کے معاملات کا علم۔ بیماری جسم کا اپنے فطری راستے سے نکل جانا ہے اور علاج اس کی طرف لوٹنا ہے۔ اس میں صحت کا تحفظ باقی ہے۔‘‘

تمام قسم کے علوم کو علم کے اعتبار سے تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ جو کہ درج ذیل ہیں:

- فطری معاملات کا علم۔
- ان چیزوں کا علم جو فطری نہیں ہیں۔
- فطری ترتیب سے باہر کے معاملات کا علم۔

بیماری جسم کا اپنے فطری راستے سے نکل جانا ہے اور علاج اس کی طرف لوٹنا ہے۔ اس میں صحت کا تحفظ باقی ہے۔ علامہ بدر الدین عینی کے مطابق علوم میں سے طب کا علم فطری علوم میں سے ہے۔

علم طب کا مفہوم

دنیا میں رائج علاج و معالجہ کے روایتی طریقوں میں یونانی طب کے ساتھ آیوروید اور سدّھا کے نام لیے جاسکتے ہیں جو مذہب کا پس منظر رکھتے ہیں۔ آیوروید تو اپنے نام ہی سے اعلان کر رہی ہے کہ وہ ویدک مذہب کا حصہ ہے، اسی طرح سدّھا جو تمل ناڈ میں بہت مقبول ہے وہ ایک مذہبی پیشوا سدّھارس سے منسوب ہے اور جو طریقۂ علاج اس وقت یونانی طب کے نام سے موسوم ہے تاریخ کی کتابوں میں اس کے بانی کے طور پر حضرت ادریس علیہ السلام کا نام ملتا ہے جو ایک نبی گزرے ہیں۔ ابن سینا نے طب کو دو چیزوں کے ساتھ منسوب کیا ہے لکھتے ہیں:

علم الطب طرائق ترى في شعاع الشمس إذا طلعت، وحده كما قال ابن سينا في "أرجوزته":الطب حفظ صحة برء مرض.[3]

علم طب ایک ایسا طریقہ ہے جو سورج کی شعاعوں میں دیکھا جاسکتا ہے جب وہ طلوع ہوتا ہے جیسا کہ ابن سینا نے اپنی "نظم" میں کہا ہے: دوا صحت کی حفاظت اور بیماری کا علاج ہے۔

علم طب کو مفہوم کے اعتبار سے دیکھا جائے تو اس میں دو چیزیں خاص ہیں کہ علم طب ایک ایسا طریقہ ہے جو سورج کی شعاعوں میں دیکھا جاسکتا ہے جب وہ طلوع ہوتا ہے جیسا کہ آج کے دور میں الٹرا ساؤنڈ سسٹم ہے یعنی بیماری کی تشخیص مراد ہے جیسا کہ ابن سینا نے اپنی "نظم" میں کہا ہے: دوا صحت کی حفاظت اور بیماری کا علاج ہے۔ طب ایک ایسا طریقہ ہے جو سورج کی شعاعوں میں دیکھا جاسکتا ہے جب وہ طلوع ہوتا ہے جیسا کہ ابن سینا نے اپنی "نظم" میں کہا ہے: دوا صحت کی حفاظت اور بیماری کا علاج ہے۔ یعنی طب کے علم میں دو چیزوں کو مرکز بنا کر پیش کیا جاتا ہے اول صحت کی حفاظت یعنی بیماری کی تشخیص اور اس کے بعد دوسری اہم چیز ہے اس بیماری کا علاج۔

---

[2] عینی، محمود بن أحمد بن موسى بدر الدين، أبو محمد، عمدة القاري شرح صحيح البخاري، دار إحياء التراث العربي- بيروت، 1380ھ۔ 21/229

[3] معالی، محمد البرکی، المنتهى، دار العلوم العربية والإنسانية 1418ھ۔ 3/429

طب کا لغوی مفہوم

لفظِ طب کے معانی ومفاہیم کا لغوی جائزہ لیا جائے تو لفظِ "طب" طاء کے ضمہ، فتحہ اور کسرہ تینوں کے ساتھ پڑھا جا سکتا ہے۔ اِس کا معنی "علاج" اور "مرَض" دونوں کے آتے ہیں، یعنی یہ اضداد میں سے ہے۔ لفظِ طب "سحر" کے معنی میں بھی آتا ہے، چنانچہ کہا جاتا ہے: "رَجُلٌ مَطْبُوْبٌ" یعنی وہ آدمی جس پر جادو کر دیا گیا ہو۔[4] علامہ بدالدین عینی طب کی لغوی وضاحت کرتے ہوئے ابن سید کا قول وضاحت نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وَذكر ابْن السَّيِّد فِي مثله: أَن الطِّبّ مثلث الطَّاء اسْم الْفِعْل، وَأما الطِّبّ بِفَتْح الطَّاء فَهُوَ الرجل الْعَالم بالأمور، وَكَذَلِكَ الطَّبِيب، وَامْرَأَة طبة، والطب بِالْكَسْرِ السحر، والطب الدَّاء من الإضداد، والطب الشَّهْوَة، وَفِي (الْمُنْتَهى) لأبي الْمَعَالِي: والطب الحذق بالشَّيْء والرفق، وكل حاذق عِنْد الْعَرَب طَبِيب، وَإِنَّمَا خصوا بِهِ المعالج دون غَيره من الْعلمَاء تَخْصِيصًا وتشريفاً، وَجمع الْقلَّة: أطبة، وَالْكَثْرَة: أطباء، والطب طرائق ترى فِي شُعَاع الشَّمْس إِذا طلعت،[5]

ابن السید نے اسی طرح کی ایک حدیث میں ذکر کیا ہے کہ: حرف طاء کے ساتھ دوا اسم فعل ہے، اور جس طرح حرف طاء کے ساتھ دوا کا تعلق ہے، وہ آدمی ہے جو معاملات کا علم رکھتا ہے، اور اسی طرح ڈاکٹر اور عورت جو طبیب ہے، اور حرف کسرہ کے ساتھ دوا جادو ہے، اور دوا مخالف سے بیماری ہے، اور دوا خواہش ہے۔ ابو المعالی کی کتاب المنتہا میں ہے: طب کسی چیز میں مہارت اور نرمی ہے، اور عربوں میں ہر ماہر طبیب ہے، اور وہ اسے صرف شفا دینے والے کے لیے استعمال کرتے تھے نہ کہ دوسرے علماء کے لیے، بطور اعزاز اور اعزاز۔ چند کی جمع ڈاکٹر ہے، اور بہت سے کی جمع ڈاکٹر ہے، اور طب وہ طریقے ہیں جو سورج کی شعاعوں میں نظر آتے ہیں جب وہ طلوع ہوتا ہے۔

علامہ بدالدین عینی لفظ طب کی وضاحت میں لکھتے ہیں کہ لفظِ طب حرف طاء کے ساتھ دوا اسم فعل ہے، اور جس طرح حرف طاء کے ساتھ دوا کا تعلق ہے، وہ آدمی ہے جو معاملات کا علم رکھتا ہے، اور اسی طرح ڈاکٹر اور عورت جو طبیب ہے، اور حرف کسرہ کے ساتھ دوا جادو ہے، اور دوا مخالف سے بیماری ہے، اور دوا خواہش ہے۔ طب کسی چیز میں مہارت اور نرمی ہے، اور عربوں میں ہر ماہر طبیب ہے، اور وہ اسے صرف شفا دینے والے کے لیے استعمال کرتے تھے نہ کہ دوسرے علماء کے لیے، بطور اعزاز۔ طب وہ طریقے ہیں جو سورج کی شعاعوں میں نظر آتے ہیں جب وہ طلوع ہوتا ہے۔ ابن سینا کے مطابق علم طب کی تعریف یہ ہے کہ:

إِن الطِّبّ علم يتعرف مِنْهُ أَحْوَال بدن الْإِنْسَان من جِهَة مَا يَصح وَيَزُول عَن الصِّحَّة ليحفظ الصِّحَّة حَاصِلَة ويستردها زائلة. وَلقَائِل أَن يَقُول إِن الطِّبّ يَنْقَسِم إِلَى نظر وَعمل وَأَنْتُم قد جعلتم كُله نظرا إِذْ قُلْتُمْ إِنَّه علم وَحِينَئِذٍ نجيبه[6]

طب ایک ایسی سائنس ہے جو انسانی جسم کے حالات کی نشاندہی کرتی ہے کہ کیا صحت مند ہے اور کیا نہیں، تاکہ صحت کو برقرار رکھا جا سکے اور جب وہ ختم ہو جائے تو اسے بحال کیا جا سکے۔ کوئی کہے کہ طب کو تھیوری اور پریکٹس میں تقسیم کیا گیا ہے، اور آپ نے اسے تمام تھیوری بنا دیا، جب سے آپ نے کہا کہ یہ سائنس ہے، تب ہم اس کا جواب دیں گے۔

طب کو لغوی اعتبار سے دیکھا جائے تو طب بمعنی سحر جادو کیلئے بھی بولا جاتا ہے جیسا کہ امام قزوینی لکھتے ہیں:

والطِّب: السحر، والطِّب: الداء، من الأضداد، والطِّب: الشهوة.[7]

اور طب ایک جادو ہے، اور دوا کا مطلب ہے بیماری، مخالف سے، اور دوا کا مطلب خواہش ہے۔

طب کے لغوی مفہوم سے ظاہر ہے کہ یہ ایسا علم ہے جس میں انسانی صحت مرکز ہے امام محقق فخر الدین ابن خطیب الرازی شافعی لکھتے ہیں:

فقالوا الطب علم يتعرف منه أحوال بدن الإنسان من جهة ما يصلح ويزول عن الصحة لتحفظ الصحة حاصلة وتسترد زائلة، فكذا هاهنا المطلوب بالذات هو الرحمة، وأما التجاوز عما علمه منهم من أنواع الذنوب فهو مطلوب بالعرض، لأجل أن حصول الرحمة على سبيل الكمال لا يحصل إلا بالتجاوز عن الذنوب، فلهذا السبب وقع ذكر الرحمة سابقا على ذكر العلم.[8]

ان کا کہنا تھا کہ طب ایک ایسی سائنس ہے جس کے ذریعے انسانی جسم کے حالات معلوم کیے جاتے ہیں، صحت کے لیے کیا اچھا ہے اور کیا برا ہے، تاکہ صحت کو برقرار رکھا جا سکے اور خراب چیزوں کو بحال کیا جا سکے۔ اس طرح، یہاں جو چیز مطلوب ہے وہ اپنے اندر اور خود رحم ہے۔ جہاں تک گناہوں کی ان اقسام کے

---

[4] سلیم اللہ خان، کشف الباری فی شرح صحیح بخاری، دار الکتب دیوبند انڈیا، 2019ء، 529/3

[5] عینی، محمود بن احمد بن موسی بدر الدین، أبو محمد، عمدة القاري شرح صحيح البخاري، مكتبة العلوم والحكم، المدينة المنورة، الطبعة الثانية، 140821/229

[6] ابن سينا، حسين بن عبد الله بن سينا، أبو علي، القانون في الطب، دار صادر أفست ليدن، بيروت 1380ھ۔ 104/1

[7] قزوینی، احمد بن فارس ابن زکریا، ابو حسین، الأضداد في اللغة العربية 1409ھ۔ 231/1

[8] رازی محمد فخر الدین ابن خطیب، امام ابو عبد اللہ، التفسير الكبير، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة الثالثة، 1420ھ۔ سورۃ الغافر، زیر تحت الآیۃ 7 تا 9، 492/27

بارے میں جو کچھ جانتا ہے اس سے چشم پوشی کرنا اتفاقاً مطلوب ہے، کیونکہ رحمت کا حصول گناہوں سے چشم پوشی کے علاوہ نہیں ہو سکتا۔ اس لیے علم سے پہلے رحمت کا ذکر کیا گیا۔

یہی مؤقف علامہ قسطلانی کا بھی ہے اس بارے میں امام قزوینی علامہ قسطلانی کے حوالے سے لکھتے ہیں:

قَالَهُ الْقَسْطَلَّانِيُّ وَهُوَ عِلْمٌ يُعْرَفُ بِهِ أَحْوَالُ بَدَنِ الْإِنْسَانِ مِنَ الصِّحَّةِ وَالْمَرَضِ قَالَ فِي الْفَتْحِ وَنَقَلَ أَهْلُ اللُّغَةِ أَنَّ الطِّبَّ بِالْكَسْرِ يُقَالُ بِالِاشْتِرَاكِ لِلْمُدَاوِي وَلِلتَّدَاوِي وَلِلدَّاءِ أَيْضًا فَهُوَ مِنَ الْأَضْدَادِ وَيُقَالُ أَيْضًا لِلرِّفْقِ وَالسِّحْرِ وَيُقَالُ لِلشَّهْوَةِ وَلِطَرَائِقَ تُرَى فِي شُعَاعِ الشَّمْسِ وَلِلْحِذْقِ بِالشَّيْءِ[9]

قسطلانی نے کہا: یہ ایک ایسی سائنس ہے جس سے انسانی جسم کے حالات معلوم ہوتے ہیں خواہ صحت ہو یا بیماری۔ انہوں نے الفتح میں کہا: ماہرین لسانیات نے نقل کیا ہے کہ کسرہ کے ساتھ دوا کو شفا دینے والے، علاج کے لیے اور مرض کے لیے بھی کہا جاتا ہے، اس لیے یہ مخالف میں سے ہے۔ یہ احسان اور جادو کے لیے بھی کہا جاتا ہے۔ خواہش کے بارے میں کہا جاتا ہے، سورج کی شعاعوں میں نظر آنے والے طریقوں کے بارے میں، کسی چیز میں مہارت کے بارے میں

لغوی مفہوم کے اعتبار سے طب دو مفہوم ظاہر کرتا ہے اول: سحر یعنی جادو کیلئے بھی یہ لفظ مستعمل ہے اس کے بعد طب بمعنیٰ امراض کا علاج، طب ایک ایسی سائنسی شاخ ہے جو انسانی جسم کے حالات کی نشاندہی کرتی ہے کہ کیا صحت مند ہے اور کیا نہیں، تاکہ صحت کو برقرار رکھا جا سکے اور جب وہ ختم ہو جائے تو اسے بحال کیا جا سکے۔ کوئی کہے کہ طب کو تجربات اور تجربات کے بار بار کرنے میں تقسیم کیا گیا ہے، اور آپ نے اسے تمام تجربات بنا دیا ہے۔

طب کی اقسام

طب کے معانی و مفہوم کے بعد اس کی جہات و اقسام عمومی جائزہ پیش کرتی چلوں کہ حکمت میں انسان کے جسم کو زندگی (life) کی بقا کے لیے جن بنیادی اجزاء یا امور سے واسطہ ہوتا ہے انھیں مشترکہ طور پر اساس طبیعیہ کہا جاتا ہے اور گو موجودہ طب یا میڈیسن۔

بنیادی طور پر انسانی جسم کو خلیات یا ان خلیات کو بنانے والے سالمات کی اساس پر قائم قرار دیتی ہے لیکن اگر بغور مطالعہ کیا جائے تو انسانی جسم کی اساس کے بنیادی اجزاء کے بارے میں طب اور میڈیسن میں کوئی ایسا اختلاف نہیں کہ یہ ایک دوسرے کی تنسیخ کرتے ہوں۔

هَذَا كتاب فِي بَيَان الطِّبّ وأنواعه والطب علم يعرف بِهِ أَحْوَال بدن الْإِنْسَان من جِهَة مَا يَصح وَيَزُول عَنهُ الصِّحَّة لتحفظ الصِّحَّة حَاصله وتسترد زائله، والطب على قسمَيْنِ. أَحدهمَا: الْعلم.[10]

یہ ایک کتاب ہے جس میں طب اور اس کی اقسام بیان کی گئی ہیں۔ طب ایک سائنس ہے جو انسانی جسم کے حالات کا اس لحاظ سے مطالعہ کرتی ہے کہ کیا چیز اسے صحت مند بناتی ہے اور کون سی چیز اسے غیر صحت بخش بناتی ہے، تاکہ اس کی صحت کو برقرار رکھا جا سکے اور جو کھو گیا ہو اسے بحال کیا جا سکے۔ طب کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ ان میں سے ایک علم ہے۔

طب کو عمومی طور پر دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے:

وَالطِّبُّ نَوْعَانِ طِبُّ جَسَدٍ وَهُوَ الْمُرَادُ هُنَا وَطِبُّ قَلْبٍ وَمُعَالَجَتُهُ خَاصَّةٌ بِمَا جَاءَ بِهِ الرَّسُولُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامِ عَنْ رَبِّهِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى[11]

دوا دو قسم کی ہے: جسم کی دوا، جس سے یہاں مراد ہے، اور دل کی دوا، اور اس کا علاج خاص طور پر اس بات پر مبنی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کی طرف سے لایا ہے، اللہ کی ذات پاک ہے۔

معلوم ہوا کہ عمومی اعتبار سے طب کی دو قسمیں ہیں کہ دوا دو قسم کی ہے:

1. جسم کی دوا، جس سے یہاں مراد ہے۔
2. دل کی دوا، اور اس کا علاج خاص طور پر اس بات پر مبنی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کی طرف سے لایا ہے، اللہ کی ذات پاک ہے۔

یعنی کہ طب کو عمومی اعتبار سے طب نبوی کی نوعیت سے دو قسم پر تقسیم کیا گیا ہے: اس کی مزید وضاحت کرتے ہیں کہ اول قسم کا تعلق دوا کے ساتھ ہے

وَأَمَّا طِبُّ الْجَسَدِ فَمِنْهُ مَا جَاءَ فِي الْمَنْقُولِ عَنْهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمِنْهُ مَا جَاءَ عَنْ غَيْرِهِ وَغَالِبُهُ راجع إلى التجربة[12]

---

[9] قزوینی، احمد بن فارس ابن زکریا، ابو حسین ،الأضداد في اللغة العربية، 1/ 231

[10] عینی، محمود بن أحمد بن موسی بدر الدین، أبو محمد، عمدة القاري شرح صحيح البخاري، 21/ 229

[11] قزوینی، احمد بن فارس ابن زکریا، ابو حسین ، مجمل اللغة، 1/ 581

[12] ابن قیم، شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن ابی بکر دمشقی، عون المعبود، 10/ 229

جہاں تک جسم کی دوا کا تعلق ہے تو اس میں سے کچھ وہ ہے جو ان سے منتقل ہوا ہے، خدا ان پر رحم کرے اور آپ کو سلامتی عطا فرمائے، اور اس میں سے کچھ وہ ہے جو دوسروں سے منتقل ہوئی ہے، اور اس کا بیشتر حصہ تجربہ پر مبنی ہے۔

مذکورہ بالا مباحث سے معلوم ہوا کہ طب کی دو قسمیں ہیں :

(1)طب الجسد۔

(2)طب القلب۔

علم طب یا قانون طب یا principle of medicine سے مراد ان اصول و ضوابط یا بالفاظ دیگر قوانین کی ہوتی ہے کہ جن کی بنیادوں پر علم طب (medicine) و حکمت (yunani) کی عمارت تعمیر کی جاتی ہے۔ قانون طب سے متعالق اس موجودہ مضمون میں بالخصوص طب یونانی یا حکمت کا ذکر شامل ہے اور ساتھ ساتھ اس کا موازنہ طب یا میڈیسن سے کیا جاتا رہے گا تا کہ یہ اندازہ ہو جائے کے ان دونوں اقسام کے طب کا بنیادی ڈھانچہ کیا ہے۔ مزید یہ کو گو حکمت ہو یا میڈیسن دونوں ہی اقسامِ علمِ طب کے دائرۂ اثر میں صرف انسان ہی نہیں بلکہ تمام اقسام کی حیات (بالخصوص حیوانات) آجاتے ہیں لیکن اس مقالے میں یہ دائرہ سمٹ کر صرف انسانی جسم اور اس کے امراض کی بحث تک محدود کیا گیا ہے۔

طبِ نبوی ﷺ ایک قدیم طریقہ علاج ہے۔ دیگر طریقہ علاج سے اس کی انفرادیت یہ ہے کہ یہ الہامی طریقہ علاج ہے جس میں خالق نے اپنی تخلیق کے طبی مسائل کا حل نازل فرمایا ہے۔ بقائے انسانی کو دوام بخشنے کیلئے طبِ نبوی ﷺ ضروری ہے۔ اور بقائے انسانی کے تحفظ کیلئے طبِ نبوی ﷺ اہمیت کی حامل ہے۔ طبی اعتبار سے اب ہماری عصری دنیا کو اس کے دبے ہوئے بحرانوں سے نکلنے کے لیے جس چیز کی ضرورت ہے وہ طبِ نبوی ﷺ ہے – اسلام کے سماجی فلسفے میں قوموں اور لوگوں کے درمیان تنازعات اور معاشی، ثقافتی اور عسکری تسلط کے تعلقات کے لیے کوئی جگہ نہیں ہے اس لئے کہ اس نے جہاں کئی مسائل پیدا کئے وہاں مہلک بیماریوں کو جنم دیا ہے۔ آج ہماری دنیا نازک حالات اور ایک اخلاقی بحران سے گزر رہی ہے جس کا تجربہ پوری انسانیت نے کیا ہے، یہاں تک کہ محبت اور امن کے معنی اس اصول سے مستثنیٰ ہو گئے ہیں جو آج ہمارے معاشروں پر حکمرانی کرتا ہے۔ یہ خود غرضی، نفرت اور تنازعات پر مبنی ہے، ہمیں شاید ہی کوئی ایسا وطن ملے جو پائیدار امن اور ایسی زندگی کے لیے تڑپتا نہ ہو جس میں نہ تشدد ہو اور نہ ہی دہشت گردی ہو اور نہ ہی تادیر انسانیت بیماریوں کی آماجگاہ بنے۔

طبِ نبوی جسم و روح کی ضرورت

جدید طبی نظام میں روحانیت کو ملحوظ خاطر نہیں رکھا گیا، جس کی وجہ سے امراض میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔ جدید طبی علوم میں انسانی جسمانی اعضاء کو تفصیل سے سمجھنے کی قابل قدر کوششیں کی گئی ہیں جن کا اعتراف نہ کرنا بے انصافی ہو گی۔ ہمیں ان کے نتائج و تحقیق سے ضرور استفادہ کرنا چاہیے لیکن یہ حقیقت بھی نظر میں رکھنے کی ضرورت ہے کہ جدید میڈیکل سائنسز میں انسان باقی جانداروں کی طرح محض ایک جاندار ہے۔ ڈاکٹر عمران ثاقب لکھتے ہیں:

"حقیقتاً انسان دور جدید کے طبی مباحثوں میں ناپید ہوتا جا رہا ہے۔ طب نبوی ﷺ ایک ایسی جامع فکر ہے جس میں انسان کے طبی مسائل کو کلی طور پر دیکھا اور سمجھا جاتا ہے بلکہ ساتھ ساتھ روحانیت کو گہری نظر سے دیکھ کر اس کے علاج پر توجہ دی گئی ہے۔"[13]

یہی وجہ ہے کہ بین الاقوامی سطح پر طبِ نبوی ﷺ کو بہ طور متبادل ہیلتھ کیئر نظام پیش کرنے کیا جانا چاہیے۔ طبِ نبوی ﷺ کے طرائق مفصل اور بہتر ہیں جن کے ذریعے علامات و شکایات کی بنیاد پر مریض کا موثر انداز میں طبی معائنہ کیا جاتا ہے اور جسم کے ساتھ ساتھ روح کے مسائل و بیماریوں پر توجہ دی جاتی ہے۔

طبِ نبوی اور طاقتِ مومن

طبِ نبوی ﷺ صرف بیماری کے علاج ہی کا نام نہیں بلکہ ایسی تدابیر و خوراک جس سے بیماری کے آنے سے قبل قوت مدافعت پیدا کی جائے، یہ بھی طبِ نبوی ﷺ ہی کا حصہ ہے۔ اسلام دین فطرت ہے اس لئے وہ ان نعمتوں کی بھی قدر دانی اور قدر شناسی کا حکم دیتا ہے جن کا تعلق مادی ضرورتوں سے ہو، یہی وجہ ہے کہ اس نے زندگی اور صحت کی حفاظت کا حکم دیا ہے اور قوت حاصل کرنے اور اسے برقرار رکھنے کی ترغیب بھی دی گئی ہے قوت کا ایک پہلو قوتِ مدافعت یعنی بیماری سے لڑنے کی قوت ہے یہی وجہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا :

[13] عمران ثاقب، ڈاکٹر، حکیم، طب نبوی ﷺ اور جدید طریقہ علاج، ص 7

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : " الْمُؤْمِنُ الْقَوِيُّ خَيْرٌ وَأَحَبُّ إِلَى اللَّهِ مِنَ الْمُؤْمِنِ الضَّعِيفِ، وَفِي كُلٍّ خَيْرٌ احْرِصْ عَلَى مَا يَنْفَعُكَ، وَاسْتَعِنْ بِاللَّهِ وَلَا تَعْجَزْ، وَإِنْ أَصَابَكَ شَيْءٌ فَلَا تَقُلْ: لَوْ أَنِّي فَعَلْتُ كَانَ كَذَا وَكَذَا، وَلَكِنْ قُلْ: قَدَرُ اللَّهِ وَمَا شَاءَ فَعَلَ، فَإِنَّ لَوْ تَفْتَحُ عَمَلَ الشَّيْطَانِ ".[14]

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: " قوت والا مومن، کمزور مومن سے بہتر اور اللہ کو زیادہ پسند ہے اور دونوں میں خیر موجود ہے، جو چیز تمھارے لیے سود مند ہے اس لیے کوشش کر اور اللہ سے مدد طلب کر، عجز اور کمزوری کا اظہار نہ کر، اگر تمھیں کوئی مصیبت پہنچے تو یہ کہو، اگر میں ایسا کرتا تو ایسا ایسا ہوتا، البتہ یہ کہو، اللہ کی تقدیر ہے، اس نے جو چاہا کیا کیونکہ لو شیطان کے لیے راہ عمل کھولتا ہے۔''

حدیثِ مذکورہ میں ہے الْمُؤْمِنُ الْقَوِيُّ خَيْرٌ وَأَحَبُّ إِلَى اللَّهِ قوت والا مومن، کمزور مومن سے بہتر اور اللہ کو زیادہ پسند ہے۔ اس طاقت کا حصول بھی طبِ نبوی ﷺ کے سبب ہے کہ یہ آپکو طبِ نبوی ﷺ سے معلوم ہو گا کہ کونسی شئے زیادہ طاقتور ہے اس لئے طبِ نبوی ہر مومن کی ضرورت ہے۔ اس لئے المومن القوی سے مراد وہ مومن ہے جو ارادے کا مضبوط اور پختہ کار ہے۔ ہر کام کو پوری ہمت اور حوصلہ سے سرانجام دیتا ہے اور مومن ضعیف سے مراد وہ ہے جو کوتاہ ہمت ہے کام کرنے کے لیے حوصلہ نہیں پاتا اور پورے جوش و جذبہ اور سرگرمی سے کام نہیں کرتا۔

کیونکہ انسان کے لیے یہ ضروری ہے وہ نفع بخش دنیوی و آخری کام پوری محنت و کوشش اور حوصلہ و ہمت سے کرے اس میں سستی و کاہلی کو تاہ ہمتی اختیار کر کے ہمت نہ ہارے اور اس کے لیے اللہ تعالیٰ سے نصرت و اعانت اور توفیق طلب کرے لیکن مومن ہونے کے سبب ہر صورت خیر دونوں میں موجود ہے اور مصائب و تکالیف کے سلسلہ میں اسباب و وسائل پر بھروسہ کرتے ہوئے یہ نہ کہے اگر میں یہ تدبیر اور حیلہ اختیار کر لیتا تو اس مصیبت اور مشکل میں مبتلا نہ ہوتا کیونکہ تدبیر سے تقدیر کو نہیں بدلا جا سکتا ہاں اگر لو کا تعلق تقدیر کی تبدیلی سے نہ ہو بلکہ اپنی کمزوریوں کے ازالہ سے ہو یا اپنی لاعلمی کے اظہار کے لیے ہو اللہ کی تقدیر پر اور اس کی مشیت کے نفوذ پر مکمل ایمان ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ مثلاً بلا محنت انسان کہہ سکتا ہے:

- اگر میں محنت کرتا تو ناکام نہ ہوتا،
- اگر مجھے اس چیز کا پہلے سے علم ہوتا تو میں یہ نہ کرتا،
- اگر دشمن نے ہم پر قابو پا لیا تو وہ ہمیں ذلیل و خوار کرے گا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ طاقتور مومن کمزور مومن سے بہتر ہے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں زیادہ محبوب ہے اگرچہ کمزور مومن بھی خیر سے خالی نہیں کیونکہ وہ صاحب ایمان ہے اور ایمان بہت بڑی خیر ہے اس کے علاوہ اس میں امانت، علم، تقویٰ اور دوسرے وصف ہو سکتے ہیں۔ البتہ قوی مومن زیادہ قوت کے ساتھ دین پر عمل کر سکتا ہے۔

قوتِ جسمانی ضرورتِ مومن

طبِ نبوی ﷺ کی ضرورت اس سے بھی ظاہر ہے کہ یہ قوتِ جسمانی کی طرف راہنمائی کرتی ہے جیسا کہ امر بالمعروف، نہی عن المنکر، جہاد فی سبیل اللہ، صلوۃ، صیام، حج اور اللہ تعالیٰ اور بندوں کے دوسرے حقوق جس طرح قوی مومن ادا کر سکتا ہے کمزور ادا نہیں کر سکتا۔ کیونکہ کمزور کی کارکردگی بھی کمزور ہو گی اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی میزبان لڑکی کا قول نقل فرمایا:

إِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَأْجَرْتَ الْقَوِيُّ الْأَمِينُ[15]

''بہترین شخص جسے تم مزدور رکھو قوی اور امانت والا ہے۔''

اللہ تعالیٰ کا مطالبہ بھی یہ ہے کہ اس کی دی ہوئی شریعت پر پوری طاقت سے عمل کیا جائے بنی اسرائیل کو حکم دیا:

خُذُوا مَا آتَيْنَاكُم بِقُوَّةٍ[16]

''ہم نے تمہیں جو کچھ دیا ہے اسے قوت کے ساتھ پکڑو۔''

اور یحییٰ علیہ السلام سے فرمایا:

[14] مسلم، کتاب التقدیر، الرقم الحدیث: 6774۔ 338/3

[15] القصص 28:26

[16] البقرۃ 63:2

يَا يَحْيَى خُذِ الْكِتَابَ بِقُوَّةٍ[17]

"اے یحییٰ! کتاب کو قوت سے پکڑ۔"

قوت ہر کام کے لحاظ سے مختلف ہوتی ہے مثلاً جنگ میں قوت کا دارومدار دل کی شجاعت اور جنگی تجربہ پر ہے۔ لوگوں کے درمیان فیصلہ کرتے وقت قوت سے مراد یہ ہے کہ اسے کتاب و سنت کا مضبوط علم حاصل ہو، قوت فیصلہ مضبوط ہو اور اپنے احکام نافذ کرنے کی قدرت ہو۔ قوت کے ساتھ امانت کا ہونا بھی ضروری ہے، مگر یہ دونوں وصف ایک جگہ بہت کم پائے جاتے ہیں۔ ذمہ داری سونپتے وقت کسی شخص میں دونوں وصف مل جائیں تو کیا ہی کہنا ورنہ ذمہ داری کی نوعیت کے مطابق قوت یا امانت میں سے کسی ایک کو ترجیح دی جائے گی۔

"جنگ کی امارت کے لیے قوت کو خاص طور پر مد نظر رکھا جائے گا اور مالی ذمہ داریوں کے لیے امانت کو۔ البتہ جب لوگوں سے زکوۃ اور دوسرے اموال وصول کرنے کا معاملہ ہو تو قوت و امانت دونوں ضروری ہیں۔ وقتی طور پر قوت و امانت میں سے کسی ایک کو ترجیح دینا ایک مجبوری ہے۔ اس کے باوجود لوگوں کے احوال کی اصلاح کی کوشش جاری رہنی چاہیئے تاکہ صاحبِ قوت لوگ امانت کے وصف سے متصف ہو جائیں اور صاحب امانت لوگوں کا ضعف دور ہو جائے اور وہ قوی بن جائیں۔"[18]

جسمانی، ذہنی اور مالی قوت اللہ کی ایک نعمت ہے، اس نعمت کو نیکی کے کاموں میں استعمال کرنا چاہیے۔ جو شخص کسی قسم کی قوت میں دوسروں سے کم تر ہے وہ بھی خیر سے محروم نہیں۔ ممکن ہے کہ ایک قوت کے لحاظ سے کمزور شخص، دوسری قوت کے لحاظ سے قوی ہو، لہٰذا اللہ تعالیٰ نے کسی کو جو صلاحیت بھی عنایت فرمائی ہو، اس پر اللہ کا شکر ادا کرنا اور اسے نیکی کے حصول و فروغ اور برائی سے بچنے اور بچانے کے لیے استعمال کرنا چاہیے۔

طب نبوی ﷺ کی ضرورت اانسان کو اس لئے بھی پیش آتی ہے کہ اس سے تحفظِ حیاتِ انسانی کا ملنا یقینی ہو سکتا ہے جیسا کہ ایسا زخم آ جائے کہ موت واقع ہونے کا اندیشہ ہو۔ زخموں سے رستے خون کو فوری روکنے کے لئے آج میڈیکل سائنس میں بہت سی ادویات اور طریقے معروف ہیں لیکن چودہ سو سال پہلے طب نبوی ﷺ نے ایک ایسے نادر پودے سے بنی چٹائی کی راکھ سے زخموں کے علاج کی بنیاد رکھ دی تھی جو سب سے زیادہ چین میں استعمال ہو رہا ہے۔ غزوہ احد میں جب مسلمانوں میں انتشار پیدا ہوا اور بکھر کر لڑنے لگے تو کفار مکہ کو رسول اللہ ﷺ پر حملہ کرنے کا موقع مل گیا اور آپ ﷺ کے دندان مبارک شہید ہو گئے۔

بخاری شریف، ابن ماجہ میں حضرت ابو حازمؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے سہل بن سعد کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ کے زخموں کا علاج احد کی جنگ میں کیسے کیا گیا تو فرمایا " آپ ﷺ کا چہرہ اقدس مجروح ہو گیا، آپ ﷺ کے اگلے دانت ٹوٹ گئے اور خود چور ہو کر سر میں گھس گئی، حضرت فاطمہؓ آپ ﷺ کی صاحبزادی خون دھوتی تھیں اور علی بن ابی طالبؓ ان زخموں پر پانی ڈھال سے بہاتے تھے۔ جب حضرت فاطمہؓ نے دیکھا کہ خون بند ہونے کے بجائے بڑھتا جا رہا ہے، تو آپؓ نے چٹائی کا ایک ٹکڑا لے کر جلا دیا، جب راکھ ہو گیا تو آپؓ نے زخموں پر انہیں چپکا دیا، جس سے خون بند ہو گیا"[19]

اطبا کا کہنا ہے کہ گون کی بنی ہوئی چٹائی راکھ سے خون بڑی عمدگی سے بند ہو جاتا ہے، اس لیے کہ اس میں خشک کرنے کی صلاحیت موجود ہے اس کے علاوہ اس سے زخموں میں چبھن نہیں ہوتی۔ گون دریائی پودا ہے۔ یہ پانی میں بڑھتا ہے۔ قدیم زمانے میں اس سے چٹائی بنائی جاتی تھی اور چھلکے کاغذ کے لیے استعمال ہوتے تھے۔ اسکی راکھ کا تو اس درجہ کرشمہ دیکھنے میں آیا کہ صرف اس راکھ کو یا اسے سرکے میں ملا کر نکسیر کے مریضوں کی ناک میں پھونک دیں افاقہ ہوتا ہے۔ ابن سینا نے قانون میں لکھا ہے کہ گون کی بنی چٹان سیلان دم میں نافع ہے، اگر تازہ زخموں پر جن سے خون بہہ رہا ہو چھڑک دیں تو اسے مندمل دیتی ہے۔ محققین کا کہنا ہے کہ مصری کاغذ قدیم زمانے میں گون ہی سے بنایا جاتا تھا۔ اس کا مزاج خشک و سرد ہے اور گندے زخموں کو بڑھنے سے روکتی ہے۔

گون کو انگریزی میں Astragalus کہا جاتا ہے۔ اس وقت سب سے زیادہ اسکا استعمال چین میں کیا جا رہا ہے اور ایک اہم ترین جڑی بوٹی کے طور پر اس پر تحقیق جاری ہے۔ حالیہ تحقیقات کی روشنی میں خشک گون باڈی کا امیون سسٹم بہتر کرنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ پوڈر کی شکل میں ذیابیطس کے استعمال کی جا رہی ہے۔ طب نبوی ﷺ نے جب اسکو زخموں کے لئے مفید قرار دیا تو یہ علاج بہت مقبول ہوا اور جنگوں میں زخموں کو مندمل کرنے اور خون کو روکنے کے لئے دوا کے طور پر استعمال کیا جاتا تھا۔

---

[17] مریم 12:19

[18] ابن تیمیہ، السیاسۃ الشرعیہ، 2/231

[19] بخاري، محمد بن إسماعيل أبو عبدالله الجعفي، صحيح البخاري، كتاب الطب، الرقم الحديث: 5722-3/431

طبِ نبوی اور بقائے انسانی

طبِ نبوی ﷺ کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ طبِ نبوی ﷺ صحتِ انسانی کی حفاظت کرتی ہے اور جتنی اہمیت انسانی زندگی میں صحت کی ہے، یہ صحت طبِ نبوی ﷺ سے منسلک ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو بے شمار نعمتوں اور انعامات سے نوازا ہے جس میں ایک نعمت صحت و تندرستی بھی ہے۔ حضور نبی کریم نے جسمانی صحت کا خیال رکھنے کے لیے بہت بار حکم فرمایا ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا :

عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "يَا عَبْدَ اللَّهِ، أَلَمْ أُخْبَرْ أَنَّكَ تَصُومُ النَّهَارَ وَتَقُومُ اللَّيْلَ، قُلْتُ: بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ: فَلَا تَفْعَلْ، صُمْ وَأَفْطِرْ وَقُمْ وَنَمْ، فَإِنَّ لِجَسَدِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَإِنَّ لِعَيْنِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَإِنَّ لِزَوْجِكَ عَلَيْكَ حَقًّا"[20]

''عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عبد اللہ! کیا میری یہ اطلاع صحیح ہے کہ تم (روزانہ) دن میں روزے رکھتے ہو اور رات بھر عبادت کرتے ہو؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں یا رسول اللہ! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایسا نہ کرو، روزے بھی رکھو اور بغیر روزے بھی رہو۔ رات میں عبادت بھی کرو اور سوؤ بھی۔ کیونکہ تمہارے بدن کا بھی تم پر حق ہے، تمہاری آنکھ کا بھی تم پر حق ہے اور تمہاری بیوی کا بھی تم پر حق ہے۔ ''

اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے انسان پر ہر عبادت ایک حد تک متعین کی تا کہ وہ حد سے بڑھ کر خود پر عبادت کا بوجھ نہ ڈالے اور بوجھ ڈال کر بیمار نہ ہو۔ اس لئے طبِ نبوی ﷺ میں انسانی زندگی کی حفاظت کرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عبد اللہ! کیا میری یہ اطلاع صحیح ہے کہ تم (روزانہ) دن میں روزے رکھتے ہو اور رات بھر عبادت کرتے ہو؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں یا رسول اللہ! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایسا نہ کرو، روزے بھی رکھو اور بغیر روزے بھی رہو۔ رات میں عبادت بھی کرو اور سوؤ بھی۔ کیونکہ تمہارے بدن کا بھی تم پر حق ہے، تمہاری آنکھ کا بھی تم پر حق ہے اور تمہاری بیوی کا بھی تم پر حق ہے۔

طبِ نبوی زندگی کی حفاظت کرتی ہے اور اللہ تعالیٰ نہ ہی ایسے لوگوں کو پسند کرتا ہے جو اپنی جسمانی صحت کا خیال نہیں رکھتے اور زہد و تقویٰ کے نام پر دنیا کو چھوڑ کر جسم کی پاکیزگی، غذا، صفائی، طہارت اور دیگر جسمانی ضروریات کا خیال نہیں رکھتے اور نہ ہی اسلام میں ایسے لوگوں کو پسند کیا جاتا ہے جو اپنی زندگی کا مقصد ہی کھانا پینا اور جسم کی پرورش سمجھتے ہیں۔

طبِ نبوی ﷺ کی اہمیت

طبِ نبوی ﷺ میں ہر ایک طبی عمل انسانی صحت کی نشو و نما میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ نماز، روزہ، کھانے پینے کے آداب، سونے اور جاگنے کے آداب اور لباس پہننے سے متعلق احکام انسانی صحت پر اچھے اثرات مرتب کرتے ہیں۔ اگر انسان صحت مند ہے تو وہ اچھے اور احسن طریقے سے عبادت کر سکتا ہے اور اپنی زندگی کے معاملات کو بھی اچھے طریقے سے دیکھ سکتا ہے۔ اس کے برعکس انسان صحت مند نہ ہو تو وہ نہ ہی عبادت اچھے طریقے سے کر سکتا ہے اور نہ ہی باقی معاملات زندگی کو احسن انداز میں چلا سکتا ہے۔ حکیم ڈاکٹر عمران ثابت لکھتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ نے اپنے احکامات کے ذریعے انسانی صحت کی فلاح کا اہتمام کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے بے حد پیار فرماتا ہے اس لیے وہ اس بات کو پسند فرماتا ہے کہ اس کے بندے صحت مند رہیں یہ وجہ ہے کہ نبی کریم کو طبی اصول وحی کی گئے۔''[21]

اسلام دینِ فطرت ہے اس لیے اس میں روح کی بالیدگی اور بہتر جسمانی نشو و نما کے لیے واضح خطوط کا تعین کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے دنیا میں ہر چیز کے جوڑے پیدا کیے ہیں۔ لیکن ان میں سے ایک چیز اللہ تعالیٰ کو پسند ہے اور دوسری ناپسند ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کو تقوی و پرہیز پسند ہے اور فسق و فجور ناپسند ہے، ایمان پسند ہے اور کفر ناپسند ہے۔ اسی طرح صحت اللہ تعالیٰ کو پسند ہے اور بیماری ناپسند کیوں کہ صحت و تندرستی پر ہی عبادت و ریاضت اور دینی و دنیوی معاملات کا دارو مدار ہے۔

طبِ نبوی میں دنیوی عافیت

طبِ نبوی ﷺ سے بیماری کا علاج ہے، علاج سے عافیت کا ملنا لازم و ملزوم ہے اور عافیتِ دنیوی بہت بڑی نعمت ہے ۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ سے جن چیزوں کا سوال کرنا ہے ان میں محبوب ترین عافیت کا سوال ہے۔ حضور نبی مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا :

---

[20] بخاري، محمد بن إسماعيل أبو عبد الله الجعفي، صحيح البخاري، كتاب النكاح، الرقم الحديث:5199۔2/439

[21] عمران ثاقب، ڈاکٹر، حکیم، طب نبوی ﷺ اور جدید طریقہ علاج، ص43

عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ مِحْصَنٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ أَصْبَحَ مِنْكُمْ آمِنًا فِي سِرْبِهِ مُعَافًى فِي جَسَدِهِ عِنْدَهُ طَعَامُ يَوْمِهِ فَكَأَنَّمَا حِيزَتْ لَهُ الدُّنْيَا[22]

"سیدنا عبد اللہ بن محصن رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم میں سے جو شخص اس حال میں صبح کرے کہ وہ اپنے متعلق مطمئن اور بے خوف ہو، جسمانی طور پر تندرست ہو، اس کے پاس ایک دن کا کھانا موجود ہو تو گویا اسے ساری دنیا جمع کر کے دے دی گئی۔"

یعنی جس انسان میں تین باتیں پائی جاتی ہوں ایسا ہی ہے جیسے اسے پوری دنیا کی نعمتیں سمیٹ کر دے دی گئی ہوں۔ جس شخص نے صبح اس حالت میں کی کہ اسے جسمانی صحت حاصل ہے اور وہ اپنے گھر میں خوش ہے اور اس کے پاس ایک دن گزارنے کے لیے مال ہے اس کو دنیا سمیٹ کر دے دی گئی ہے تو معلوم ہوا کہ جس نے طبِ نبوی ﷺ کے اصولوں پر عمل کر کے صحت پائی گویا اس نے دنیا کی عافیت پائی۔

طبِ نبوی میں ذہنی حیات

بیماری کا تعلق ہر انسانی پہلو کے ساتھ ہے ایسے ہی ذہنی بیماریوں کا جب علاج کیا جائے تو طب نبوی سے ذہنی حیات وابستہ ہے طبِ نبوی ﷺ میں جہاں انسان کا ذہنی و نفسیاتی طور پر صحت مند ہونا اتنا ہی ضروری ہے جتنا کہ جسمانی طور پر صحت مند ہونا۔ لیکن اعداد و شمار کے مطابق پاکستان میں ہر چار میں سے ایک شخص ذہنی و نفسیاتی مسائل کا شکار ہے۔ ایک اور اندازے کے مطابق پاکستان میں 36 فیصد لوگ ڈپریشن اور انگزائٹی کا شکار ہیں جس کا علاج طب نبوی ﷺ میں ممکن ہے۔ لیکن المیہ یہ ہے کہ حکومت کی طرف سے ذہنی صحت کے شعبہ پر خاطر خواہ توجہ نہیں دی جا رہی ہے۔ جسکا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ

"پاکستان میں اوسطاً ایک لاکھ افراد کے لیے صرف ایک سائیکاٹرسٹ (ماہر نفسی طب) موجود ہے۔ دیہی علاقوں کے حوالے سے یہ اعداد و شمار اور بھی مایوس کن ہیں۔ یہ سمجھنا بے حد ضروری ہے کہ ذہنی و نفسیاتی صحت در حقیقت ہمارے سوچنے سمجھنے کی صلاحیت، جذبات، احساسات اور رویوں پر اثر انداز ہوتی ہے. نفسیاتی طور پر صحت مند فرد جہاں روزمرہ زندگی کی سرگرمیوں کو بہتر طور پر سر انجام دے سکتا ہے وہیں وہ سٹریس کو بھی بہتر اور مثبت انداز میں ڈیل کر سکتا ہے۔"[23]

ہم اپنی ذات، ماحول اور دوسروں سے متعلق کس انداز میں سوچتے ہیں اور ہمارا رویہ یہ سب ہماری مثبت، کمزور یا بیمار ذہنی صحت کے نتیجہ میں ہوتا ہے۔ زندگی کے کسی بھی گزرے/گزرتے دور میں خواہ وہ بچپن ہو یا جوانی یا پھر حالات کی جھریوں میں لپٹا بڑھاپا انسان کا ذہنی طور پر صحت مند ہونا بے حد ضروری ہے۔ لیکن ستم ظریفی تو دیکھے کے ہم ذہنی اور جزباتی مسائل کو عام طور پر دبانے یا چھپانے کی کوشش کرتے ہیں۔ جیسا کہ عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ اگر بچہ کسی ذہنی الجھن یا مسئلہ کا شکار ہے تو ایسی صورت میں یہ سوچ کر خاموشی اختیار کی جاتی ہے کہ لوگ کیا سوچیں گے ان کا بچہ پاگل ہے یا نفسیاتی مریض ہے جبکہ طبِ نبوی ﷺ میں اس کی ذہنی تربیت پر توجہ دے کر اس کی بیماری کے تدارک کا طریقہ موجود ہے۔

طبِ نبوی میں نفسیاتی تربیت

طب نبوی ﷺ میں مثبت تربیت پر توجہ دی گئی ہے۔ ایسے بچہ کو عام طور پر گھنٹوں پر محیط لیکچر دے کر اللہ کی ناراضگی سے ڈرا کر خاموش کر دیا جاتا ہے لیکن مسلہ کہاں حل ہوا ہوتا ہے جو بچہ بہتر ہو جائے۔ سکول میں بہتر پرفارمنس نہ ملی تو والدین وجہ کو سمجھنے اور اس کا بہتر حل نکالنے کی بجائے مدرسوں کا رخ کرتے ہیں۔ سمجھ نہیں آتی کہ دینی تعلیم کو ہلکا لیا جا رہا ہوتا ہے کہ بچے کو درویش سمجھ کر بس مدرسہ بھیج دیا جاتا ہے۔ ایسی صورت میں بچہ میں کیا بہتری آتی ہے اس پر بات چلیں پھر کبھی سہی۔ اس طرح کے کیسز میں اگر والدین ماہر نفسیات سے رجوع کر کے بچے کی ذہنی استعداد کار، رجحان اور صلاحیتوں سے متعلق مشورہ کر لیں تو اسکے بہترین نتائج حاصل ہو سکتے ہیں۔ بلکل اسی طرح اگر کوئی نوجوان نفسیاتی مسئلے کا شکار ہو جائے تو اسے بری صحبت کا نتیجہ سمجھ کر ہدایت کی راہ پر آنے کے لیئے گھنٹوں سمجھایا جاتا ہے تو ایسے میں اگر وہ شخص اپنی بے چینی یا چڑچڑے پن کی وجہ سے ہدایت بھرا لیکچر نہ سن پائے تو اسے نافرمان قرار دے کر کسی مولانا صاحب کے بیان سننے کا مشورہ دے دیا جاتا ہے۔ طبِ نبوی ﷺ ان مسائل کا جامع حل پیش کرتی ہے کہ بچے کی عمر کے مطابق اس پر تعلیمی بوجھ ڈالیں جیسا کہ بچہ دس سال کا ہو تو اس پر نماز فرض ہے اور جب سات سال کا ہو تو نماز کی تربیت کا حکم ہے:

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مُرُوا أَوْلَادَكُمْ بِالصَّلَاةِ وَهُمْ أَبْنَاءُ سَبْعِ سِنِينَ، وَاضْرِبُوهُمْ عَلَيْهَا وَهُمْ أَبْنَاءُ عَشْرِ سِنِينَ، وَفَرِّقُوا بَيْنَهُمْ فِي الْمَضَاجِعِ".[24]

---

[22] قضاعی، عبد اللہ قاضی، مسند شهاب، الرقم الحدیث 540۔ 3/434

[23] عمران ثاقب، ڈاکٹر، حکیم، طب نبوی ﷺ اور جدید طریقہ علاج، ص42

[24] سجستانی، ابو داود، الامام، سلیمان بن الاشعث، سنن ابی داؤد، کتاب الصلوة، الرقم الحدیث 495۔ 1/221

''عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تمہاری اولاد سات سال کی ہو جائے تو تم ان کو نماز پڑھنے کا حکم دو، اور جب وہ دس سال کے ہو جائیں تو انہیں اس پر (یعنی نماز نہ پڑھنے پر) مارو، اور ان کے سونے کے بستر الگ کر دو''۔

یہاں آپ طب نبوی ﷺ کا اصول دیکھیں گے کہ نفسیاتی تربیت کے لئے تین سال کا وقت درکار ہے، یہاں نماز مراد نہیں نماز حفظ کرنا تو ایک ماہ کا کام ہے لیکن نفسیاتی تربیت ہے جس کے لئے تین سال درکار ہیں لیکن بچہ جیسے بولنا شروع ہوتا اسے سکول کی دیوار کے پار پھینک دیا جاتا ہے اور اس کا اثر یہ ہوتا ہے کہ بچہ سست کاہل تو سمجھ لیا جاتا ہے کہ اسے دم کروانے کی ضرورت ہے اور اس کے لئے پیر صاحب کے آستانے کا رخ کیا جاتا ہے۔ بعض اوقات وقتی آرام کی صورت میں نذارنہ عقیدت کے طور پر پیر صاحب کی جیب بھی گرم کی جاتی ہے۔ یہاں یہ سمجھنا انتہائی اہم ہے کہ وہ وقتی آرام پیر صاحب کے دم کا اثر نہیں ہوتا بلکہ حقیقت یہ ہے کہ جیسے ہی مریض کی توجہ اس کے نفسیاتی مسئلہ سے منتشر ہوتی ہے تو اس کی بے چینی اور ذہنی دباو میں وقتی کمی آتی ہے۔ ایسے میں اگر مریض کا سامنا کسی ذمے داری یا کسی ایسی صورت حال سے ہوتا ہے جس میں اسے پریشر کا سامنا کرنا پڑے تو وہی علامات دوبار ظاہر ہونے لگتی ہیں۔ تو جناب پھر کیا ایک کے بعد ایک پیر صاحب بدلے جاتے ہیں لیکن بہتری پھر بھی نہیں آتی۔ بعض کیسز میں ایک کے بعد ایک کارڈیالوجسٹ (دل کا ماہر ڈاکٹر) بدلا جاتا ہے ہر قیمت پر دل کا مرض ثابت کرنے کی کوشش کی جاتی ہے لیکن ماہر نفسیات سے رجوع کرنا مناسب نہیں سمجھا جاتا ظاہر ہے کہ لوگ کیا کہیں گے. اس سوچ کی سب سے بڑی وجہ ذہنی صحت سے متعلق آگاہی کا نہ ہونا ہے۔ لہذہ ضروری ہے کہ طبِ نبوی ﷺ میں ذہنی تربیت کیلئے راہنما اصولوں پر عمل کیا جائے اور نفسیاتی تربیت حاصل کی جائے۔

طب نبوی کے نفسیاتی اصول و اہمیت

طبِ نبوی ﷺ میں انسانی نفسیات کی تربیت پر زور دیا جاتا ہے جبکہ نفسیاتی اور جذباتی صحت کے حوالے سے ایک بڑی غلط فہمی یہ بھی عام طور پر دیکھنے میں آتی ہے کہ ذہنی الجھن میں مبتلا فرد کے حوالے سے سمجھا جاتا ہے کہ وہ سست، لاپرواہ یا نافرمان ہے اور اپنی ذمے داریوں سے جی چرانے کی وجہ سے ایسا کر رہا ہے۔ یہ تمام منفی لیبل آگاہی نہ ہونے کی وجہ سے ذہنی مسائل سے جڑے ہیں۔ ذہنی و نفسیاتی صحت کے حوالے سے آگاہی ہی نفسیاتی مسائل اور امراض میں بہتری کا سبب بن سکتی ہے۔ طبِ نبوی ﷺ کے چند سادہ اور آسان طریقوں پر عمل کر کے ذہنی طور پر صحت مند اور خوشگوار زندگی گزاری جاسکتی ہے۔

1۔ مثبت سرگرمیاں اپنائیں۔

2۔ اپنی زندگی میں ترتیب پیدا کریں۔ ترتیب زندگی میں خوبصورتی لاتی ہے۔

3۔ اپنی ذات اور شخصیت میں نفاست پیدا کریں

4۔ منافقانہ سوچ اور رویوں سے خود کو محفوظ رکھیں۔

5۔ چلنے پھرنے، اٹھنے بیٹھنے کا انداز بھی ہمارے مزاج پر اثر انداز ہوتا ہے سو اس میں بھی توازن اور اعتدال پیدا کریں۔ 6۔ باقاعدگی سے چہل قدمی کریں۔

7۔ ٹالنے کی عادت سے دور رہیں

مذکورہ بالا اصولِ طبِ نبوی ﷺ کئی ایک فرامین نبوی ﷺ اور تعلیماتِ اسلامیہ سے ثابت ہیں ان کی روشنی میں زندگی کو آسان کیا جاسکتا ہے۔

خلاصہ تحقیق

طبِ نبوی ایک قدیم طریقہ علاج ہے۔ دیگر طریقہ علاج سے اس کی انفرادیت یہ ہے کہ یہ الہامی طریقہ علاج ہے جس میں خالق نے اپنی تخلیق کے طبی مسائل کا حل نازل فرمایا ہے۔ بقائے انسانی کو دوام بخشنے کیلئے طبِ نبوی ﷺ ضروری ہے۔ اور بقائے انسانی کے تحفظ کیلئے طبِ نبوی ﷺ اہمیت کی حامل ہے۔ طبی اعتبار سے اب ہماری عصری دنیا کو اس کے دبے ہوئے بحرانوں سے نکلنے کے لیے جس چیز کی ضرورت ہے وہ طبِ نبوی ﷺ ہے – اسلام کے سماجی فلسفے میں قوموں اور لوگوں کے درمیان تنازعات اور معاشی ، ثقافتی اور عسکری تسلط کے تعلقات کے لیے کوئی جگہ نہیں ہے اس لئے کہ اس نے جہاں کئی مسائل پیدا کئے وہاں مہلک بیماریوں کو جنم دیا ہے۔ آج ہماری دنیا نازک حالات اور ایک اخلاقی بحران سے گزر رہی ہے جس کا تجربہ پوری انسانیت نے کیا ہے، یہاں تک کہ محبت اور امن کے معنی اس اصول سے مستثنیٰ ہو گئے ہیں جو آج ہمارے معاشروں پر حکمرانی کرتا ہے۔ یہ خود غرضی، نفرت اور تنازعات پر مبنی ہے، ہمیں شاید ہی کوئی ایسا وطن ملے جو پائیدار امن اور ایسی زندگی کے لیے تڑپتا نہ ہو جس میں نہ تشدد ہو اور نہ ہی دہشت گردی ہو اور نہ ہی تادیر انسانیت بیماریوں کی آماجگاہ بنے۔ تاریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا کی تمام قدیم طب مذہب سے رشتہ رکھتی ہیں اور ان کے بانیوں میں مذہبی پیشواؤں یا مذہبی شخصیات کا نام ضرور ملتا ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ مذہب انسانی روح اور انسانی نفس کے تزکیہ کے ساتھ انسانی جسم کو لاحق ہونے والے صحت کے مسائل کا حل بھی اپنے پاس رکھتا ہے۔ بیماری کا تعلق ہر انسانی پہلو کے ساتھ ہے ایسے ہی ذہنی بیماریوں کا جب علاج کیا جائے تو طب نبوی سے ذہنی حیات وابسطہ ہے طبِ نبوی ﷺ میں جہاں انسان کا ذہنی و نفسیاتی طور پر صحت مند ہونا اتنا ہی ضروری ہے جتنا کہ جسمانی طور پر صحت مند ہونا۔ طبِ نبوی ﷺ صرف بیماری کے علاج ہی کا نام نہیں بلکہ

ایسی تدابیر وخوراک جس سے بیماری کے آنے سے قبل قوت مدافعت پیدا کی جائے، یہ بھی طبِ نبوی ﷺ ہی کا حصہ ہے۔ اسلام دین فطرت ہے اس لئے وہ ان نعمتوں کی بھی قدر دانی اور قدر شناسی کا حکم دیتا ہے جن کا تعلق مادی ضرورتوں سے ہے۔ طبِ نبوی ﷺ ایک قدیم طریقہ علاج ہے۔ دیگر طریقہ علاج سے اس کی انفرادیت یہ ہے کہ یہ الہامی طریقہ علاج ہے جس میں خالق نے اپنی تخلیق کے طبی مسائل کا حل نازل فرمایا ہے۔ بقائے انسانی کو دوام بخشنے کیلئے طبِ نبوی ﷺ ضروری ہے۔ اور بقائے انسانی کے تحفظ کیلئے طبِ نبوی ﷺ اہمیت کی حامل ہے۔ طب ایک ایسی سائنس ہے جو انسانی جسم کے حالات کی نشاندہی کرتی ہے کہ کیا صحت مند ہے اور کیا نہیں، تاکہ صحت کو برقرار رکھا جاسکے اور جب وہ ختم ہو جائے تو اسے بحال کیا جاسکے۔ کوئی کہے کہ طب کو تھیوری اور پریکٹس میں تقسیم کیا گیا ہے، اور آپ نے اسے تمام تھیوری بنا دیا، جب سے آپ نے کہا کہ یہ سائنس ہے، تب ہم اس کا جواب دیں گے۔ علم کو تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ ان میں سے ایک: فطری معاملات کا علم۔ دوسرا: ان چیزوں کا علم جو فطری نہیں ہیں۔ تیسرا: فطری ترتیب سے باہر کے معاملات کا علم۔ بیماری جسم کا اپنے فطری راستے سے نکل جانا ہے اور علاج اس کی طرف لوٹنا ہے۔ اس میں صحت کا تحفظ باقی ہے۔

نتائج وفوائد

اس تحقیق کے درج ذیل فوائد و نتائج ہیں

1. طب ایک ایسی سائنس ہے جو انسانی جسم کے حالات کی نشاندہی کرتی ہے۔
2. علم کو تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ ان میں سے ایک: فطری معاملات کا علم۔ دوسرا: ان چیزوں کا علم جو فطری نہیں ہیں۔ تیسرا: فطری ترتیب سے باہر کے معاملات کا علم یعنی علم طب ہے۔
3. طبِ نبوی ﷺ ایک قدیم طریقہ علاج ہے۔
4. طب نبوی ﷺ ایک الہامی طریقہ علاج ہے جس میں خالق نے اپنی تخلیق کے طبی مسائل کا حل نازل فرمایا ہے۔
5. بقائے انسانی کے تحفظ کیلئے طبِ نبوی ﷺ اہمیت کی حامل ہے۔
6. طبی اعتبار سے اب ہماری عصری دنیا کو اس کے دبے ہوئے بحرانوں سے نکلنے کے لیے جس چیز کی ضرورت ہے وہ طبِ نبوی ﷺ ہے –
7. طب نبوی ﷺ انسانی روح اور انسانی نفس کے تزکیہ کے ساتھ انسانی جسم کو لاحق ہونے والے صحت کے مسائل کا حل بھی اپنے پاس رکھتی ہے۔
8. بیماری کا تعلق ہر انسانی پہلو کے ساتھ ہے ایسے ہی ذہنی بیماریوں کا جب علاج کیا جائے تو طب نبوی سے ذہنی حیات وابسطہ ہے
9. طبِ نبوی ﷺ صرف بیماری کے علاج ہی کا نام نہیں بلکہ ایسی تدابیر وخوراک جس سے بیماری کے آنے سے قبل قوت مدافعت پیدا کی جائے، یہ بھی طبِ نبوی ﷺ ہی کا حصہ ہے۔
10. دیگر طریقہ علاج سے اس کی انفرادیت یہ ہے کہ یہ الہامی طریقہ علاج ہے جس میں خالق نے اپنی تخلیق کے طبی مسائل کا حل نازل فرمایا ہے۔ بقائے انسانی کو دوام بخشنے کیلئے طبِ نبوی ﷺ ضروری ہے۔ اور بقائے انسانی کے تحفظ کیلئے طب نبوی ﷺ اہمیت کی حامل ہے۔

تجاویز وسفارشات

اس تحقیق کے بعد درج ذیل تجاویز وسفارشات ہیں

1. طب نبوی ﷺ ایک قدیم سائنس ہے جو انسانی جسم کے حالات کی نشاندہی کرتی ہے اس میں ترقی کی راہ ہموار کی جائے ۔
2. حکومتی سطح پر بھی علم طب کو ترویج دی جانی چاہیے۔ تاکہ لوگ سستے اور دیرپا علاج سے مستفیض ہوں۔ علم کو تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ ان میں سے ایک: فطری معاملات کا علم۔ دوسرا: ان چیزوں کا علم جو فطری نہیں ہیں۔ تیسرا: فطری ترتیب سے باہر کے معاملات کا علم یعنی علم طب ہے۔
3. معدوم ہوتے طبِ نبوی ﷺ کے طریقہ علاج کو پھر سے زندہ کرنے کی ضرورت ہے۔
4. طب نبوی ﷺ بے ضرر، آسان، سادہ سستا اور دیرپا بیماری کا علاج ہے، یہ لوگوں کا یہ متعارف کرایا جائے۔
5. طب نبوی ﷺ ایک الہامی طریقہ علاج ہے جس میں خالق نے اپنی تخلیق کے طبی مسائل کا حل نازل فرمایا ہے۔ اس اہمیت کو اجاگر کیا جائے۔
6. طبِ نبوی ﷺ پر اخبارات میں مضامین لکھے جائیں۔
7. اخبار ورسائل میں طب نبوی کی اہمیت وافادیت پر خاص طور پر لکھنے کی ضرورت ہے۔
8. دیگر طریقہ علاج کی بجائے دیرپر اثرات کیلئے مستند طب نبوی کے ماہر سے رجوع کیا جائے۔-
9. سکول وکالج کے نصاب میں طب نبوی کی اہمیت وافادیت پر زور دیا جانا چاہیے۔

10. طبیہ کالجز اور اداروں کے لئے حکومتی تعاون پر توجہ کی ضرورت ہے۔
11. کالج ویونیوسٹی میں طبی موضوعات پر کام کرنے کی ضروت ہے۔اس پر کام ہونا چاہیے۔
12. طب کو عمومی طور پر مردوں سے جوڑا جاتا ہے۔خواتین کو بھی طبی مہارت حاصل ہونی چاہیے تاکہ وہ مردوں کے شانہ بشانہ کام کر سکیں۔اور ملک و قوم کی خدمات کر سکیں۔

مصادر و مراجع

القرآن

ابن تیمیہ، السیاسة الشرعیہ، منشورات محمد علي، بیروت الطبعة الأولی، 1419ھ۔

ابن سینا، حسین بن عبد الله بن سینا، أبو علي، القانون في الطب، دار صادر أفست لیدن، بیروت 1380ھ

ابن قیم، شمس الدین ابوعبد الله محمد بن ابی بکر دمشقی، طب نبوی ﷺ دار الکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الثانیة، 1420ھ

ابن قیم، شمس الدین ابوعبد الله محمد بن ابی بکر دمشقی، عون المعبود، دار إحیاء التراث العربي، بیروت، الطبعة الثالثة، 1420ھ

بخاري، محمد بن إسماعیل أبوعبد الله الجعفي، صحیح البخاري، دار إحیاء الکتب، العربیة 1409ھ

رازی محمد فخر الدین ابن خطیب، امام ابوعبد الله، التفسیر الکبیر، دار إحیاء التراث العربي، بیروت، الطبعة الثالثة، 1420ھ

سجستانی، ابوداود، الامام، سلیمان بن الاشعث، سنن ابی داؤد، دار حسان للطباعة والنشر، دمشق، الطبعة الأولی، 1403ھ۔

سلیم اللہ خان، کشف الباری فی شرح صحیح بخاری، دار االکتب دیوبند انڈیا، 2019ء

عمران ثاقب، ڈاکٹر، حکیم، طب نبوی ﷺ اور جدید طریقہ علاج، اسلامک پبلی کیشنز، لاہور، 1991ء

عینی، محمود بن أحمد بن موسی بدر الدین، أبو محمد، عمدة القاري شرح صحیح البخاري، دار إحیاء التراث العربي، بیروت، 1380ھ

قزوینی، احمد بن فارس ابن زکریا، ابو حسین، مجمل اللغة، دار العلم للملایین، بیروت، الطبعة الأولی، 1987ء

قزوینی، احمد بن فارس ابن زکریا، ابو حسین، الأضداد في اللغة العربیة، دار المعرفة بیروت، لبنان الطبعة الأولي 1407ھ

قضاعی، عبد الله قاضی، مسند شهاب، دار صادر بیروت، الطبعة الثالثة 1414ھ۔

ابن سعد،، أبوعبد الله محمد بن سعد، الطبقات الکبری، مکتبة العلوم والحکم، المدینة المنورة، الطبعة الثانیة، 1408

مسلم بن الحجاج القشیري النیسابوري، صحیح مسلم، دار إحیاء التراث العربي، بیروت الطبعة الأولی، 1417ھ

معالی، محمد البرمکی، المنتهی، دار العلوم العربیة والإنسانیة 1418ھ

هنائی، علي بن الحسن الأزدي، مترجم، دکتور أحمد مختار عمر المُنَجَّد في اللغة، عالم الکتب، القاهرة 1415ھ۔